محاصرہ غدر دہلی کے خطوط

حسن نظامی

احمد
مترجم جہاد الدین رزمی

غدر دہلی کے افسانوں کا تیسرا حصہ

۷۸۶ ہوالکل یامعین

غدر دہلی کے افسانوں کا تیسرا حصّہ

محاصرۂ غدرِ دہلی کے خطوط

مصوّرِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی نے

مولوی ضیاء الدین احمد برنی بی۔اے دہلوی سے ترجمہ کرائے

اور ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۱ھ میں دوسری بار

ابنِ عربی کا رکن حلقۂ مشائخ دہلی نے

دلّی پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوا کر شائع کئے

(بار دوم) (کتبہ جوہری) (قیمت ۴ر)

ہوالکل یامعین

دیباچہ طبع دوم

اکتوبر ۱۹۱۹ء میں یہ رسالہ پہلی مرتبہ شائع ہوا تھا، اب اگست ۱۹۲۲ء میں دوبارہ چھاپا جاتا ہے۔

غدر دہلی کے افسانوں کے آٹھ حصے شائع ہو چکے ہیں، اس سلسلہ میں بعضے حصے پبلک کو پسند نہیں ہیں اور بعض بہت زیادہ مقبول ہیں، ناپسندیدہ حصوں میں ایک یہ رسالہ بھی ہے اور یہی وجہ ہے کہ تین سال کے عرصہ میں پہلا ایڈیشن ختم ہوا۔ ناپسندیدگی کی وجہ محض یہ ہے کہ خشک مراسلات کا شوق لوگوں کو نہیں ہے وہ حصۂ اوّل کا سا درد اور حصۂ ہفتم کا سا بیان اور حصۂ چہارم و پنجم کی سی تاریخی دلچسپی چاہتے ہیں جو اس رسالہ میں نہیں ہے،

تاہم چونکہ ایک مسلسل بیان کا یہ رسالہ بھی حصہ ہے، اس واسطے اس کو بھی پڑھا جاتا ہے۔

گر میرا خیال ہے کہ اس رسالہ سے انگریزی کیمپ کی معلومات حاصل ہوتی ہے جو سلسلۂ غدر میں بہت ضروری چیز سمجھنی چاہیئے۔ آئندہ نسلیں جب ان حصوں کو تاریخی نظر سے پڑھیں گی تو اُن کو یہ رسالہ بھی مفید معلوم ہوگا۔

دہلی۔ حجرۂ رین بسیرا
درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ
اگست ۱۹۲۲ء

حسن نظامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محاصرۂ غدر دہلی کے خطوط

ذیل میں اُن خطوط کا اُردو ترجمہ شائع کیا جاتا ہے جو غدر دہلی ۱۸۵۷ء کے محاصرہ کے وقت انگریزی افسرانِ فوج نے مسٹر جارج کارنک بارنس کے نام بھیجے تھے، مسٹر بارنس اُس زمانہ میں دریائے ستلج کی مغربی ریاستوں کے کمشنر تھے،

ان خطوط سے غدر دہلی اور محاصرۂ دہلی کے حالات پر بہت کچھ روشنی پڑتی ہے اور دہلی کی تاریخی یادداشت رکھنے کا جن لوگوں کو شوق ہے ان کو ان خطوط میں پوری دلچسپی کی کیفیت حاصل ہو سکتی ہے،

جس طرح دہلی کے انگریز افسروں کو اس کے پایۂ تخت مقرر ہونے کے بعد سے رات دن یہ خیال رہتا ہے کہ دہلی ہر اعتبار سے آراستہ شہر ثابت ہو، اسی طرح باشندگانِ دہلی پر بھی فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے شہر کی ترقی میں حصہ لیں۔ شہروں کی ترقیاں صاف اور کشادہ سڑکوں سے، پختہ۔ شاندار اور خوبصورت عمارتوں سے، ہرے بھرے دل کشا باغوں اور پارکوں سے، اچھے اور وسیع کتبخانوں سے، اور باشندوں کی تجارتی صنعتی اور علمی فروغ سے معلوم ہوا کرتی ہیں۔

۱۹۱۱ء میں حضور شہنشاہ معظم کنگ جارج کے اعلان دربار نے دہلی کو برٹش ہندوستان کا پایۂ تخت قرار دیا تھا۔ اسی وقت سے تمام انگریز افسرانِ دہلی اس شہر

کی آرائش و درستی میں مصروف نظر آتے ہیں، خصوصاً آنریبل مسٹر ہیلی سابق چیف کمشنر دہلی کو دہلی کی ترقیوں کا بہت خیال رہتا تھا، اور اُن کے عہد میں دہلی کی سڑکوں اور عمارات ہی نے ترقی نہیں کی بلکہ علمی شاخوں میں بھی بہت زیادہ اضافہ ہونے لگا، چنانچہ ہارڈنگ لائبریری کا قیام اور اُس کی افزونی آنریبل موصوف ہی کے زمانہ میں ہوئی، اور لال قلعہ دہلی میں تاریخی عجائبات کا ذخیرہ مہیا کیا گیا، اور آنریبل موصوف کی بلیغ نظروں نے ایک بہت ہونہار اور لائق نوجوان مسٹر ظفر حسن بی۔اے کو ان عجائب آثار قدیم کا نگراں مقرر کیا، مسٹر ظفر حسن علوم قدیم کے ماہر اور بڑی گہری جستجو سے علمی باتوں کو فراہم کرنے والے ثابت ہوئے اور قلعۂ دہلی کے عجائب خانہ میں تاریخی نایاب اشیاء کا ایک معقول سرمایہ جمع ہوگیا۔

اسی زمانہ میں جب کہ مسٹر ہیلی دہلی کے چیف کمشنر تھے میں نے دہلی کی ایک مختصر گائڈ لکھی اور مسٹر ہیلی نے اُس کو پسند فرمایا اور اس کے بعد ہی مسٹر ہیلی نے جناب مولوی بشیر الدین احمد صاحب خلف جناب شمس العلماء مولٰنا نذیر احمد صاحب مرحوم سے دہلی کی ایک مفصل و مبسوط تاریخ لکھنے کی فرمائش کی اور مولانا نے کمال محنت و تلاش سے اس کو مرتب فرمایا، جو آجکل چھپ رہی ہے، اور دہلی کی سب سے بڑی یادداشت تاریخی اس کتاب میں فراہم ہوئی ہے۔

اب جب سے مسٹر بیرن چیف کمشنر مقرر ہوئے دہلی کی ترقی کا پہلے سے بھی زیادہ اہتمام ہو رہا ہے، کیونکہ اب ان کو بھی اس شہر کی ناموری اور عزت و ترقی کا بہت خیال ہے، پس ایسی حالت میں باشندگانِ دہلی کو بھی اپنے شہر اور اپنے حکام کی مدد میں حصہ لینا ضروری ہے چنانچہ میں نے اسی نیت سے ارادہ کیا ہے کہ دہلی کی تاریخی باتوں کو اُردو زبان میں جمع کر کے شائع کروں اور اپنے نامور شہر کی ہر تاریخی چیز کو منظرِ شہرت پر لاؤں۔

محاصرۂ دہلی کے ان خطوط کی اشاعت اسی مقصد کے ماتحت تصوّر کرنی چاہیئے اس سلسلہ کو میں اس مختصر رسالہ تک محدود رکھنا نہیں چاہتا، بلکہ غدرِ دہلی کے تمام تاریخی حالات کو ایک ایک کرکے رفتہ رفتہ شائع کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ ان خطوط کے بعد بہادر شاہ کا مقدمہ اور وہ خط و کتابت شائع کی جائے گی جو غدر کے باغیوں یا دہلی کی رعایا۔ یا بہادر شاہ کے لڑکوں اور بہادر شاہ کے درمیان ہوئی۔ یہ چیز بھی دہلی کی تاریخ میں ایک دلچسپ اضافہ مانی جائے گی، اس کے بعد خدا کو منظور ہے تو اسی طرح مسلسل اپنے شہر کی علمی ترقیوں میں اپنی فرصت و لیاقت کی موافق کام کرنا اپنا فرض سمجھوں گا :۔

اہل دہلی سے التماس

اپنے شہر والوں سے یہ التماس کرنے کا مجھے حق حاصل ہے کہ اُن میں کا ہر شخص دہلی کی عزت اور ترقی کا خیال کرے :۔

صفائی کی ضرورت :۔ ہم کو صفائی کے معاملہ میں میونسپل کمیٹی اور حفظانِ صحت کے افسروں ہی کی امداد پر حصر نہ رکھنا چاہیئے، بلکہ ہر باشندۂ دہلی خود اپنے گھر اور اپنی دوکان کی صفائی کا خیال رکھے اور سڑکوں اور بازاروں کی صورت ایسی آئینہ کی طرح شفاف نظر آئے کہ سیاحوں کو دہلی پر طعن کرنے کا موقع نہ ملے۔

کمیٹی ترقی دہلی کے نام سے باشندگانِ شہر کی ایک انجمن قائم ہو جو اتوار کے اتوار جلسہ کیا کرے اور دہلی کی ضروریاتِ ترقی پر غور کرکے ہر شخص ایک ایک کام اپنے ذمہ لیلے (۱) مسافروں سے اچھا برتاؤ کرنے کا انتظام ہو (۲) مسافروں کو اچھا کھانا مہیا کرنے کی دوکانیں کھلیں، اور جہاں خراب کھانا فروخت ہوتا ہو اُس کی شکایت میونسپل کمیٹی سے کی جائے، (۳) اچھی سواریاں مہیا کی جائیں جن سے شہر کی رونق اور عزت بڑھے (۴) ہمراہ

اور ہوٹلوں کی نگرانی ہو، تاکہ وہاں مسافروں کے ساتھ ایسا برتاؤ نہ ہونے پائے جس سے دہلی بدنام ہو، اور سیاح دہلی کی نسبت بُرا خیال دل میں لیکر جائیں (۵) جگہ جگہ کتب خانے قائم ہوں (۶) جو نامور شخص دہلی میں آئے اس کی قدر و منزلت و خیر مقدم کا بند و بست ہوا کرے۔ تاکہ وہ شہر کی زندگی کا خیال دل میں لیکر جائے (۷) شہر کے میلوں اور تفریحی جلسوں کو اصلی شان سے زندہ کیا جائے (۸) قدیمی کھانے پکانے والوں کی ہمت افزائی ہو (۹) دہلی کے قدیمی کھیل اصلاحی شان سے زندہ کیے جائیں۔

غرض اس قسم کے ہزاروں کام ہیں جو ترقی دہلی کی کمیٹی کر سکتی ہے۔ میں نے اس کتاب میں سرسری اشارہ کر دیا ہے۔ تاکہ حکام دہلی اور باشندگان دہلی اپنا فرض پہچانیں ؛

خطوط محاصرۂ دہلی پر ایک نظر

اب میں ان خطوط پر ایک نظر ڈالنی چاہتا ہوں۔ ان خطوط میں بظاہر کوئی خاص بات نہیں معلوم ہوتی۔ اور غور کرنے سے خیال ہوتا ہے کہ شاید ان کے اندر کی کچھ باتیں کم کر دی گئی ہیں یعنی اصلی قلمی خطوط میں اس مطبوعہ عبارت کے سوا کچھ اور مضمون بھی ہوگا۔ جو عوام کے قابل نہ سمجھ کر قلم زن کر دیا گیا۔

یہ خط ایک ہولناک وقت کی یادگار ہیں جبکہ ۱۸۵۷ء کے غدر نے انگریزوں اور ان کی باغی فوجوں کو تہلکہ میں ڈال دیا تھا۔ یہ تہلکہ حکام انگریزی اور ان کی افواج تک محدود نہ تھا۔ بلکہ رعایا پر بھی اس کا اثر پڑا تھا۔ رعیت کے جو افراد غدر میں شریک ہو گئے تھے ان کو تو یہ خوف تھا کہ دیکھیے اگر ہم کامیاب نہ ہوئے اور انگریزوں کا دوبارہ غلبہ ہو گیا تو ہم کو کیسی کیسی سزائیں دی جائینگی اور جو لوگ شریک بغاوت نہ ہوئے تھے ان کو غارت پیشہ لٹیروں کا ہر وقت خوف لگا رہتا تھا جنہوں نے سارے ملک میں آفت مچا رکھی تھی۔ ابتدائی خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریز بھی اس وقت امید و بیم کی حالت میں تھے اور ان کو اپنی کامیابی کا پورا یقین نہ ہو سکتا تھا۔ ایک خط سے مترشح ہوتا ہے کہ کسی شخص نے

دہلی کی فصیلوں کو بودا اور کمزور سمجھ کر محاصرہ کرنے والی انگریزی فوج پر طعن کیا تھا کہ اس نے اب تک دہلی کو کیوں فتح نہ کرلیا۔ لیکن محاصرہ کی فوج کے افسر ہی جانتے تھے کہ دہلی کی فصیل بودی ثابت نہ ہوئی اور اس نے فیل سے زیادہ توپوں کا مقابلہ کیا۔

ہر شخص جو ان خطوط کو پڑھے گا انگریز افسروں کی ہمت کا قائل ہو جائیگا۔ انہوں نے کثیر توپوں اور بے شمار باغی فوجوں کا مقابلہ کیا۔ اور ہمت نہ ہاری۔ اگر وہ بغاوت کی عام حالت کو دیکھکر گھبرا جاتے اور انتظام نہ کرتے تو ایک انگریز بھی ہندوستان میں زندہ نہ بچتا۔ ان خطوط سے انگریزوں کی دلیرانہ خصلت کا اظہار ہوتا ہے کہ وہ کمی تعداد، کمی اسلحہ کمی رسد اور کمی وفاداری سے ذرا نہ گھبرائیے اور آخر تک مستقل مزاج بنے رہے۔ اور یہی چیز تھی جس نے انکو آخر کو فتحیاب کر دیا ✤

یہ خطوط اس تاریخی نکتہ کو بھی ظاہر کرتے ہیں جو انگریزوں کے دوبارہ قبضۂ ہندوستان کا راز ہیں۔ اور وہ صرف یہی ہے کہ تمام ملک کے انگریز باوجود خط و کتابت کی مشکلات کے ایک دوسرے کے مشورہ سے فائدہ اُٹھاتے۔ اور ایک دوسرے کی مدد حاصل کرتے تھے۔ چنانچہ محاصرۂ دہلی کے انگریز افسروں نے جو وقتاً فوقتاً مسٹر بارنس کو یہ خطوط بھیجے وہ اس بات کی شہادت ہیں کہ ہر انگریز اپنے خیالات مسٹر بارنس پر ظاہر کرتا تھا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر بارنس کی پوزیشن محاصرۂ دہلی کے وقت افواج محاصرہ کو بہت ضروری نظر آئی تھی۔ کیونکہ مسٹر بارنس پر پنجاب کی ریاستوں اور پنجاب کی رعایا کا وفادار رکھنا اور پنجابی ریاستوں سے فوجوں اور سامان کی مدد حاصل کرنا اور محاصرۂ دہلی کی مادی اعانت کرنے کا بوجھ تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ محاصرۂ دہلی کا ہر انگریز افسر ان کو فوجی حالت اور فوجی ضروریات سے آگاہ کرتا تھا۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ مسٹر بارنس پر محاصرہ کی افواج سے زیادہ ذمہ داری کی مشکلات کا بار تھا۔ اور وہ اپنے فرض کی ادائگی میں ایسے لائق ثابت ہوئے کہ ایک طرف

مغربی ریاستیں پنجاب کی وفادار رہیں اور دوسری طرف محاصرۂ دہلی کی افواج کو مسلسل مدد ملتی رہی۔

ان خطوط سے ایک تاریخی قصّہ پر روشنی پڑتی ہے جو دہلی میں بہت مشہور ہے اور وہ یہ ہے کہ دہلی والے حکیم احسن اللہ خاں صاحب پر شبہ کرتے ہیں کہ وہ انگریزی افواج کے قلعہ اور بہادر شاہ کے دربار اور شہر دہلی میں جاسوس تھے مگر ان خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ حکیم صاحب پر پورا اعتماد انگریزی افسروں کو نہ تھا اور وہ ان کی خیرخواہی پر شبہ کی نظر رکھتے تھے۔

حکیم صاحب نے دہلی اور رعایا کی بہتری اسی میں سمجھی تھی کہ دوبارہ انگریزی تسلط قائم ہوجائے تاکہ باغی فوجوں کے مظالم ختم ہوں۔ اس واسطے ممکن ہے کہ انہوں نے انگریزی افواج کو کچھ مشورے دیے ہوں۔ مگر وہ بہادر شاہ اور دہلی کے غدار ہرگز نہ تھے اور انہوں نے غالباً ایسی کوئی بات نہیں کی جس سے دہلی کو نقصان پہنچتا۔

بہادر شاہ کے مقدمہ میں بھی ان کی شہادت پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سچی اور بے لاگ باتیں کرتے ہیں۔ اور ان کو نہ انگریزوں کی رعایت منظور ہے نہ بہادر شاہ کی۔ باقی غیب کا علم خدا کو ہے۔ میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنے شہر والے کو بدنامی سے بچاؤں۔

سبز پوش عورت۔ مسٹر ہڈسن نے انبالہ کے ڈپٹی کمشنر کو خط لکھتے وقت جس قیدی عورت کا حوالہ دیا ہے اس کی کیفیت اہلِ دہلی کے لیے تعجب خیز ہونی چاہیے غدر و بغاوت سے مجکو اور اہلِ دہلی کو قطعی اتفاق نہیں ہے اور اس لحاظ سے ہم اس سبز پوش عورت کی ذرا بھی تعریف نہیں کرنی چاہتے۔ لیکن اس معاملہ میں ایک دوسرا پہلو بھی غور کرنے کا ہوسکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ **دہلی کی عورت کیسی بہادر تھی** جو ہتھیار باندھ کر میدانِ جنگ میں گئی اور انگریزی فوج نے تسلیم کر لیا کہ وہ

اکیلی پانچ مرد سپاہیوں کی برابر ہے۔

گو اس عورت کا کام اچھا نہ سمجھا جائے۔ مگر اس کی ذاتی بہادری اور دلیری پر اہل دہلی فخر کرنے کا حق رکھتے ہیں اور ان کو فخر کرنا چاہیے۔

بہادر شاہ کا مقدمہ اور محاصرۂ دہلی کے اندرونی خطوط وغیرہ بھی عنقریب شائع ہونگے۔ بالفعل امید ہے کہ ان خطوط کو دلچسپی سے پڑھا جائے گا جو ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

بہادر شاہ کا مقدمہ، گرفتار شدہ خطوط غدرِ دہلی کے اخبار کے نام سے چار کتابیں شائع ہو گئی ہیں۔

رین بسیرا دہلی
۲۴ اگست ۱۹۱۹ء

حسن نظامی

مراسلہ نمبر ۱

جسے جنرل سر ہنری برنارڈ کمانڈر انچیف نے جارج کارنک بارنس (جو دریائے ستلج کی مغربی ریاستوں کے کمشنر تھے) کے نام ۱۴ جون ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

از کیمپ بالائے دہلی۔ مورخہ ۱۴ جون ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر بارنس۔

میں یہاں سے ابھی تک دہلی کی جانب دیکھ رہا ہوں اور ہر گھڑی مجھے یہ امید ہوتی ہے کہ ہماری توپیں قلعہ کی دیواروں کی توپوں کو خاموش کر سکتی اور مجھے اس قابل بنا سکتی ہیں کہ کامیابی کی معقول امید کے ساتھ قریب پہنچکر اس مقام پر قبضہ کر لوں۔ لیکن ان (باغیوں) کی توپوں کی زیادتی میری ہمت پست کیے دیتی ہے۔ بس اب (جیساکہ واقعہ ہے) میرے سامنے (اور مجھے کسی چیز کا خوف نہیں) سوائے اس کے اور کوئی تدبیر نہیں کہ میں[1] ایک اچانک اور زبردست حملہ کر دوں اور ان روشن راتوں میں یہ کام آسان نہیں معلوم ہوتا۔

میں صرف چھ توپوں کا انتظام کر سکا ہوں۔ اور ان کے چلانے والے بھی بالکل ناتجربہ کار ہیں۔ یہ (باغی) حیوان تقریباً ہر روز باہر نکلتے ہیں اور دو دفعہ توپوں نے انہیں خاصی کمی کے ساتھ واپس بھیجا۔ لیکن میرے سپاہی بھی ضائع جاتے ہیں۔ اور اس لیے مجھے اُن کی بہت کچھ ہمت افزائی کرنی پڑتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ آٹھویں تاریخ سے لیکر اب تک اوپر تلے چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی رہیں وہ آٹھویں تاریخ کے بعد سے اپنے نقصانات کا اندازہ دو ہزار سے زیادہ کرتے ہیں لیکن مجھے شک ہے کہ انہیں وہ تعداد شامل نہیں کیگئی جس کا پتہ نہیں لگتا

[1] ۱۵ جون ۱۸۵۷ء کے مراسلے کے نیچے جو نوٹ درج ہے۔ اچانک اور زبردست حملہ کے سلسلہ میں اس سے مقابلہ کرنا چاہیے "روشن راتوں" سے مراد وہ راتیں ہیں جنہیں لوگوں کے شعلوں نے روشن کر دیا ہو۔ ان الفاظ سے چاندنی راتیں نہ سمجھنا چاہیے۔ (مترجم)

جب آپ حقارت آمیز طریقہ سے دہلی کی فصیلوں کا ذکر کر رہے تھے تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس سے آپ لوگوں کا مقصد کیا تھا۔ ۲۴ پونڈ وزنی گولہ پھینکنے والی توپیں باغیوں کے برجوں میں ہر جگہ نصب ہیں اور ان کے پیچھے تقریباً ۷ ہزار سپاہی بھی موجود ہیں (ایسی حالت میں) داخلہ آسانی کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ اور میرے انجینیر کہتے ہیں کہ ہم باقاعدہ خندقیں بنا کر قلعہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ اور میرے توپخانہ والے بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم ان توپوں کو جو میرے پاس ہیں نہیں چلا سکتے۔ پس اب میرے پاس ایک تدبیر رہ گئی ہے اور اُسے بھی پوری طرح آزما لینا چاہیے۔ اگر اس میں ناکامیابی ہوئی تو میرے پاس کوئی محافظ فوج باقی نہ رہیگی۔ اور یہ (گویا) بالکل تباہی کے آثار ہوں گے۔ ہندوستان کے لیے کونسی بات کم مضرت رساں ہے۔ یہ کہ امدادی فوج (کمک) کے انتظار میں تضیع اوقات کی جائے یا ناکامی کے خطرہ کو برداشت کیا جائے؟

وہ باغی اپنی دوسری آمد (حملہ) کی تیاریاں کر رہے ہیں اور اس لیے مجھے اپنے مراسلہ کو (جلد) ختم کر دینا چاہیے۔ مسز بارنس سے میرا سلام کہہ دیجیے۔

آپ کا صادق - ایچ - ایچ - برنارڈ

مراسلہ نمبر ۲ - جسے جنرل سر ہنری برنارڈ نے جارج کارنک بارنس کے نام ۱۷ جون ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

۱۷ جون ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر بارنس۔

کسی غیر معمولی قسم کے بے حس شخص نے میری برساتی غائب کر دی۔ یہ میرے پاس فقط ایک ہی تھی۔ ہماے بنگلہ میں دو صندوق ہیں جو معمولی دیودار کی لکڑی کے بنے ہوئے ہیں اور ان کے اندر ٹین منڈھا ہوا ہے۔ سب سے چھوٹے میں ایک بہت بڑا بھورے رنگ کا ربڑ کوٹ (رکھا ہوا) ہے۔ اگر آپ براے مہربانی بکس کھول کر

کوٹ میرے پاس بھیجدیں تو آپ میرے ساتھ بہت بڑی نیکی کرینگے۔

فی الحال ہم دہلی کے سامنے پڑے ہوئے ہیں یا جیسا کہ کسی نے مذاقاً کہا ہے۔ ہم ابھی تک دہلی کے عقب میں ہیں۔ جو دیواریں (فصیلیں) کہ میدانی توپوں کے ذریعہ منہدم کی جانے والی تھیں، وہ ۱۸ پونڈ وزنی گولوں کے مقابلہ میں جوں کی توں نہایت مضبوطی سے قائم ہیں ہم محل پر گولہ باری کرتے رہتے ہیں اور ابھی تک کیے جا رہے ہیں رائفلز پلٹن کے ایک گورے نے ایک ہندوستانی سپاہی کو نشانۂ بندوق بنایا اور اس کی ۴۸ اشرفیاں بھی چرالیں۔ مجھے امید ہے کہ انگور باقاعدہ[۵۰] پک رہے ہیں۔

انہوں نے ہمپر کوئی حملہ نہیں کیا اور اسلیے میرا خیال ہے کہ وہ آج حملہ کرینگے اور پھر ایک اور چپت کھائینگے۔

ہڈسن[۵۱] کو زکام ہے اور ہلکی سی سوجن بھی ہے لیکن آج کسی قدر افاقہ ہے گریٹ ہیڈ[۵۲] کے صاحبزادے کو بھی ہلکا سا بخار ہو گیا تھا۔ مگر اب حالت بہتر ہے میرے صاحبزادے کو جو جانڈ باری کے اسکول میں تعلیم پا رہا تھا۔ اب گائڈز میں بھرتی کر دیا گیا ہے۔

ایک مہاوت کمسریٹ کے بہترین ہاتھی کو بادشاہ کی خدمت میں تحفۃً نذر کرنے کیلیے کل دہلی لیگیا تھا۔ کرزن[۵۴] تمہیں سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ لوگ ہماری پوجا کرنے کیلیے ابھی تک نہیں آئے۔

جنرل ریڈ[۵۵] بہتر ہیں اور اس لیے وہ اب اپنے سفر واپسی پر روانہ ہوجائیں گے۔

---

۵۰ اس سے غالباً مراد یہ ہے کہ واقعات کی نشو و نما توقعات کے مطابق عمل میں آرہی ہے۔

۵۱ لفٹننٹ ڈبلیو ایس آر ہڈسن جو بعد میں "ہڈسن آف ہڈسنز ہارس" کے نام سے مشہور ہوئے۔

۵۲ لفٹننٹ ولہر فورس گریٹ ہیڈ (رائل انجینیرز)

۵۳ لفٹننٹ اے ڈبلیو مرے (جو ۴۲ ویں این ایل آئی میں تھے) ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء کو دھاوے میں مقتول ہوئے۔

۵۴ آنریبل آر کرزن جو کمانڈر انچیف کے فوجی سکریٹری تھے اور جو بعد میں "ارل ہو" کے لقب سے ملقب ہوئے۔

۵۵ جنرل ریڈ وہ صاحب ہیں جو ۵ جولائی ۱۸۵۷ء کے دن جنرل برنارڈ کے ہیضہ سے انتقال کر جانے پر کمانڈر انچیف کی حیثیت سے ان کے جانشین مقرر ہوئے۔

میری خواہش ہے کہ وہ میرے جنرل کو اس مہم کے ختم ہوجانے کے بعد مدراس بھیجدیں اس لیے کہ جنرل گرانٹ کے ماتحت بریگیڈیئر کی پوزیشن میں رہ کر کام کرنا کسی طرح ان کے شایانِ شان نہوگا ۔ خیر ہم دیکھ لیں گے +

تمہارا بہت گہرا صادق ۔ ایچ برنارڈ

مراسلہ نمبر ۳ ۔ جسے جنرل سر ہنری برنارڈ کمانڈر انچیف نے جارج کارنگ بارنس کے نام ۱۸ر جون ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا ۔

۱۸ر جون ۱۸۵۷ء

مائی ڈیئر بارنس لہ

میں نے ابھی آپکی چٹھی پڑھی اور اس سے مجھے قدرے اطمینان ہوا ۔ اس لیے کہ آپ نے اس تجویز کو ناپسند کیا کہ میں اپنی مختصر سی فوج کو لیکر دہلی میں داخل ہونیکا خطرناک تجربہ کروں اسطرح سے کہ میرا کیمپ ، ہسپتال ، ذخائر ، خزانہ ، الغرض میری فوج کا سارا سامان بالکل غیر محفوظ حالت میں پڑا رہجائے ۔

مجھے اقرار ہے کہ جو پولیٹکل مشیر میرے ساتھ کام کر رہے ہیں ان کی ترغیب دہی سے متاثر ہو کر میں اچانک اور زبردست حملہ کی تجویز پر رضامند ہوگیا تھا جس میں مذکورۂ بالا تمام

لہ سپاہیوں کی جنگ کی تاریخ مصنفہ ٹے میں اس مراسلہ کے اقتباسات درج کیے گئے ہیں اور وہاں غلطی سے یہ لکھدیا گیا ہے کہ یہ ملخصات برنارڈ کی ایک چٹھی سے اخذ کیے گئے ہیں جو انہوں نے سر جان لارنس کو لکھی تھی ۔ اغلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نقل لارنس کو بھی بھیجی گئی ہوگی اور بالآخر ٹے کے ہاتھوں میں پڑ گئی اور انہیں کوئی ایسی یادداشت نہ ملی جس سے یہ معلوم ہو سکتا کہ وہ کہاں سے دستیاب ہوئی ۔

لہ۲ ہاروے گریٹ ہیڈ جو پہلے میرٹھ کے کمشنر تھے اور اب میدانی فوج کے سیاسی مشیر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں ۔

لہ۳ ۱۱ر جون کو جنرل برنارڈ کی خدمت میں ایک اطلاع بھیجی گئی تھی جسمیں کابلی دروازہ اور لاہوری دروازہ پر فوری حملہ کرنیکی مصلحت پر زور دیا گیا تھا ۔ رپورٹ پر چار ماتحت افسروں (ولبر فورس گریٹ ہیڈ ۔ میونسیل چینی (انجینیرز) اور ہڈسن (محکمۂ خفیہ) کے دستخط ثبت تھے ۔ موخرالذکر بعد میں "ہڈسن آف ہڈسنز ہارس" کے نام سے مشہور ہوئے ۔

بہت زیادہ غور و تامل کے بعد برنارڈ نے اسکیم کو منظور کر لیا ۔ حملہ ۱۲ تاریخ کی رات کو تاریکی میں کیا جانے والا تھا لیکن جب مقررہ وقت پہنچا تو معلوم ہوا کہ مجوزہ مہم کیلیے جو فوج منتخب کی گئی تھی اس کا ایک اہم حصہ موجود نہیں ہے لہ

امور کا خطرہ دامنگیر تھا صرف حسن اتفاق سے یہ تجویز عمل میں آنے سے رک گئی ممکن ہے کہ یہ خدا تعالےٰ کا فضل و کرم ہو اس لیے کہ جو کچھ میں نے سنا ہے اور جن اشخاص سے مشورہ کرنا میرے فرض منصبی میں داخل تھا۔ ان کی آراء کا خیال کرنے کے بعد مجھے یقین ہو گیا۔ کہ فتح اتنی ہی مہلک ثابت ہوتی جتنی کہ شکست۔

جو فوج کہ ۲ ہزار سپاہیوں سے بھی کم ہو اور جو دہلی جیسے طول و عرض کے شہر میں پھیلی ہوئی ہو وہ کوئی (وقیع) فوجی طاقت نہیں رہ سکتی تھی۔ اور اس دغا بازی کے ہوتے ہوئے جس نے ہمارا چاروں طرف سے محاصرہ کر رکھا ہے۔ میرے سامان جنگ کی کیا حالت ہوتی؟ (اگر عام حملہ کر دیا جاتا)

اس خیال سے کہ فوجی قانون میرا رہنما ہے (اگرچہ اس شور و شغب کا مقابلہ کرنے کے لیے جو اس بنا پر بلند کیا جائیگا کہ ہم دہلی کے سامنے کیوں بیکار اور معطل پڑے ہوئے ہیں اخلاقی دلیری کی سخت ضرورت ہے تاہم) میں صرف بہترین اغراض حاصل کرنے کی کوشش کر سکتا ہوں۔ ضرب لگانے کیلیے مناسب موقع کا احتیاط کے ساتھ مجھے انتظار ہے۔

مسٹر گریٹ ہیڈ نے جو اہم تجویز پیش کی تھی وہ یہ تھی کہ دوآبے پر قبضہ حاصل کر لیا جائے اور دہلی سے علیحدہ افواج بھیجی جائیں لیکن اگر میں شہر میں بھی ہوتا تو بھی ایسا نہیں کر سکتا تھا قلعہ اور سلیم گڑھ ابھی تک میرے پیش نظر ہیں اور شہر پر قابض رہنا اور دو ہزار سے کم سپاہیوں کی مدد سے ان (مقامات) پر حملہ آور ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ میں ایک شخص کو بھی علیحدہ نہ کروں۔ حالت یہ ہے کہ دہلی توپوں سے پٹی پڑی ہے اور وہاں وہ سپاہی

۵۱ (بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱) بریگیڈیئر گریوز نے احکام کا مطلب غلط سمجھا اور اسلیے وہ اپنے ۳۰۰ سپاہیوں کو ایک مقررہ مقام پر نہ آ سکے۔ دستہ اس طرح سے کمزور ہو گیا اور معرکہ کے لیے کسی حالت میں مضبوط نہ تھا اور اسلیے مجبوراً حملہ کرنے والی فوج کو اپنے کوارٹرز میں واپس آنے کے احکام صادر کر دیے گئے۔

۵۲ نواب لفٹننٹ گورنر صوبجات شمال مغربی ÷

مقیم ہیں جو اگرچہ کھلے میدان میں چنداں اہمیت نہیں رکھتے تاہم تیتھر کی فصیلوں کے پیچھے رہکر کچھ نہ کچھ کارگزاری بالضرور دکھا سکتے ہیں اور جنہیں بھاری توپوں کے استعمال سے بھی کچھ واقفیت ہے۔ (یہی وجہ ہے کہ ہفتہ کے دن گولہ باری کی صحت و درستی سے ہمیں نیچا دکھا دیا) پس "انبالہ والی فوج اور چھ توپیں رکھنے والی دو پلٹنیں" اس پر کبھی اپنا قبضہ نہیں جما سکتیں اور اس کی موجودہ طاقت کا بہت ہی کم اندازہ کیا گیا ہے۔

باولی کی سرائے پر ہم ایک معرکہ سر کر چکے ہیں۔ جہاں باغی اس وقت تک ہمارا خوفناک مقابلہ کرتے رہے جب تک کہ انکی توپیں ان کے قبضہ میں رہیں۔ اسکے بعد سے ہم پر ہیم حملے ہو رہے ہیں۔ ہر نیا حملہ جوش و خروش سے کیا جاتا تھا۔ مگر بھاری نقصان کے ساتھ پسپا کر دیا جاتا تھا۔ اور اب ہم اس پوزیشن پر قابض ہو گئے ہیں جہاں سے اس مقام کو منہدم کیا جا سکتا ہے۔ میرے نزدیک بہترین پالیسی یہ ہے کہ اسے مشکل کام کی طرح اصلی رنگ میں دیکھا جائے۔ اور یہ امر اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیا جائے کہ اسے کافی فوج کے بغیر پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچایا جا سکتا۔

ذرا ایک مرتبہ ہم شہر میں پہنچ جائیں پھر تو بازی ہماری ہے۔ بشرطیکہ ہم اس پر قبضہ رکھ سکیں اور پھر جب کبھی مسٹر کالون کو جس کسی مقصد کے لیے فوج کی ضرورت ہوگی وہ انہیں مہیا کر دی جائیگی۔

تاخیر سخت تکلیف دہ ہے اور روزانہ ان حملوں میں سپاہیوں کا ضائع جانا نہایت دل شکن معلوم ہوتا ہے۔ میں بخیریت ہوں۔ البتہ پریشان بہت زیادہ ہوں لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جتنا زیادہ میں خیال کرتا ہوں اتنا ہی زیادہ مجھے بے معنی اور بے نتیجہ تجربہ کے عمل میں نہ آنے کی خوشی ہوتی ہے۔ اور یہ دیکھنے سے کچھ ڈھارس بندھتی ہے کہ آپ بھی میرے ہمخیال ہیں۔

میری توقع صرف اس قدر ہے (جیسے اور لوگ اب غالباً معلوم کر لیں گے) کہ مجھے

دہلی میں داخل ہو جانے کے علاوہ اور بھی کچھ کام کرنا تھا۔
یقین رکھیے کہ میں اب کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دونگا۔

آپ کا صادق - ایچ - ایچ - برنارڈ

کل ہم نے انہیں خوب سزا دی اور بھاری نقصان پہنچایا - انہوں نے کشن گنج ٹریولین گنج اور پہاڑ پور میں اپنے تئیں قائم کرنے اور توپخانہ جمانے کی کوشش کی تھی لیکن ہم نے دو مختصر دستوں کے ذریعہ جو میجر ٹومس ایچ لے اور میجر ریڈ (مسوری ٹبالین) کی کمان میں تھے انہیں نہ صرف ان مقامات سے ہٹا دیا بلکہ سرائے کے بالائی حصہ کو ان سے بالکل صاف کر دیا۔ اور شہر کے اس حصہ سے ہم نے ان سب کو نکال دیا۔ سُنا ہے کہ اس کا ان پر نہایت پست کن اثر پڑا۔ اور یہ کہ وہ بہت پریشان ہو رہے ہیں۔ لیکن فصیلوں سے جو گولہ باری وہ کرتے ہیں وہ ویسی ہی صحیح اور زوردار ہے جیسی کہ پہلے تھی اور تا وقتیکہ ہم اپنے مقصد پر نہ پہنچ جائیں ہم کچھ مفید کارروائی نہ کر سکیں گے اور عملی کام کی یہ حالت ہے کہ اس وقت کے باوجود توپخانہ و سامانِ حرب وغیرہ کے حاصل کرنے میں برداشت کرنی پڑتی ہے۔ میرے توپخانہ کا کمانڈنگ افسر صرف چھ توپوں کے چلانے کا انتظام کر سکتا ہے! اور میرے انجینیر کے پاس ریت کا ایک بھی تھیلا موجود نہیں - یہ درحقیقت حد سے زیادہ تکلیف دینے والی بات ہے۔ میں نے اس وقت تک کبھی باقاعدہ یورشیں کرنے کا خیال نہیں کیا جبتک کہ مجھے یہ امید نہ ہوگئی کہ جو توپیں بھی میرے خلاف لائی جائیں گی میں اُنہیں خاموش کر دونگا۔

لیکن اس کام کو انجام دینے کی غرض سے ان کے اور زیادہ قریب تک پہنچنے کی ضرورت ہے۔ تاخیر باغیوں کو ایک جگہ مجتمع کر دیتی ہے - اور حملہ کو نہایت زوردار بنا دیتی ہے لیکن میں تسلیم کرتا ہوں کہ ایسی کارروائی مہلک اثرات بھی اپنے میں رکھتی ہے۔ تاہم میں سچائی کے ساتھ یہ خیال نہیں کر سکتا کہ جب انہیں دہلی کے دروازے بند کرنے کا

موقع دیا گیا تھا تو اس وقت ہم اس سے زیادہ کر سکتے تھے جتنا کہ ہم نے کیا۔
اگر میرٹھ کی فوج فی الفور دہلی میں گھس جاتی تو سب کچھ بچایا جا سکتا تھا۔ لیکن جب انبالہ والی فوج مقام مقصود پر پہنچی ہے تو موقع بالکل ہاتھ سے نکل چکا تھا۔
سب سے بڑا میگزین اور سامانِ جنگ کا ڈپو اس سے پیشتر سے میرے خلاف استعمال کیا جا رہا تھا۔ میرے سپاہی اچھی طرح ہیں اور زخمی خاطر خواہ طریقہ سے رو بصحت ہو رہے ہیں لیکن سب کے سب اس کام سے تھک گئے ہیں۔

ہمیشہ آپ کا
اتیچ۔ اتیچ۔ بی

مراسلہ نمبر ۴۔ جسے ہنری گریٹ ہیڈ مشیر سیاسی متعینہ افواج محاصرۂ دہلی نے جارج کارنگ بارنس کے نام ۱۹ر جون ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

کیمپ محاصرۂ دہلی۔ ۱۹ر جون ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر بارنس۔

مسٹر رچرڈز۔ پیر کے دن پانی پت چلے گئے اور یہ خبر میں نے اس وقت سنی جبکہ میں سڑک پر سے گزر رہا تھا۔ ان کی موجودگی سے کسی حد تک وہ دہشت رفع ہو گئی تھی جو افسروں اور ڈاک کے ٹھیکہ داروں میں اس دھاوے کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھی جسے دہلی کے ۲۰۰ سواروں کی پارٹی نے علی پور پر کیا تھا۔ بظاہر وہ تحصیلدار کی تلاش میں تھے تحصیل میں پٹیالہ کے سواروں کے مختصر دستے کے جتنے گھوڑے موجود تھے وہ سب کو لوٹ کر لے گئے۔ جونہی کہ پنجاب کے بے قاعدہ سوار پہنچ جائیں گے۔ ہم انکی اس کارروائی کا انتقام لے لیں گے۔
مجھے رہتک کو راجہ صاحب جیند کے چارج میں رکھنے سے بہت خوشی ہو گی لیکن سر ایچ برنارڈ (فی الحال) ان کی فوج کو علیحدہ نہیں کر سکتے، اور اس کے بغیر

اُن کے لیے حملہ کی کوشش کرنا بے سود ہوگا۔

اگر پٹیالہ کچھ فوج دے سکے اور آپ کو حصار کی جانب پنجاب سے افواج کی نقل و حرکت کی کچھ خبر نہ ملے، تو (اس صورت میں) میں بخوشی تمام اس امر پر رضامند ہو جاؤنگا کہ اس ضلع کو عارضی طور پر ان کی حفاظت میں دیدیا جائے۔ ایسا کرنا درحقیقت اُن باشندوں پر رحم کھانا ہوگا جو ہانسی اور حصار دونوں سے امداد کے طالب ہوئے ہیں آپ کی اس تجویز پر عمل پیرا ہونے سے مجھے بہت خوشی ہوگی اور اگر انتظام ہو جائے تو میں مہاراجہ صاحب بہادر کی خدمت میں خریطہ لکھدونگا۔

میرا خیال ہے کہ نواب صاحب جھجر نے ناقابل علاج طریقہ سے سازباز کی ہے لیکن ان کا علاقہ دہلی کے اس پار ہے اور ہمیں (فی الحال) دفع الوقتی کرنی چاہیئے نواب صاحب بہادر گڈھ فرار ہو جانے پر مجبور ہو گئے ہیں، اور سابق حکمران نسل کا کوئی شہزادہ گدّی پر بٹھادیا گیا ہے۔ باقی رؤسائے غیر جانبداری پر قرار رکھنے میں سخت جدوجہد کر رہے ہیں۔

ذخائر کی ہمارے پاس کافی سے زیادہ افراط ہے (البتہ) روپیہ کی کمیابی ایک ایسی مشکل ہے جس کی نسبت ہمیں امید تھی کہ دہلی کے سر ہو جانے سے جاتی رہیگی خزانہ اور دفتر کمسریٹ کے جو صاحب افسر انچارج ہیں، میں ان کی چٹھیاں آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔

جب میں وہاں سے روانہ ہوا تھا تو اس وقت تقریباً ۴ لاکھ تھے۔ میں بہت زور سے سفارش کرتا ہوں کہ جو فوجیں اب یہاں آرہی ہیں ان کے ہمراہ آپ روپیہ کی ایک (معقول) مقدار ضرور بالضرور بھیجدیجئے۔

مجھے اپنا صادق یقین کیجیے۔ ایچ - ایچ - گریٹ ہیڈ

ل۵ سرکاری مراسلہ ۵۲ تخت

مراسلہ نمبر ۵ جسے بریگیڈیر جنرل نیویل چیمبرلین ایجوٹنٹ جنرل نے جارج کارنک بارنس کے نام ۱۲ر جولائی ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

کیمپ مقابل دہلی۔ ۱۲ر جولائی ۱۸۵۷ء وقت ایک بجے دوپہر۔

مائی ڈیر بارنس۔

اب جبکہ کرنال ہمارے مستحفظ سامانِ حرب اور ذخائر کا ڈپو بن گیا ہے ہمیں وہاں پیدل فوج کا ایک دستہ رکھنا چاہیے اور چونکہ اس کیمپ سے ہم ایک آدمی بھی نہیں دے سکتے ہمیں حسب معمول سپاہیوں کی بہم رسانی کے لیے پنجاب سے توقع رکھنی چاہیے براہِ مہربانی اس مسئلہ کے متعلق لاہور سے نامہ و پیام کیجیے اور اگر اور سپاہی نہ دستیاب ہوسکیں تو کم سے کم سکھ سپاہیوں کی ۴ پلٹنوں کو حاصل کرنے کی سعی کیجیے۔ ہمارا عقب کھلا اور خاموش رہنا چاہیے اور یہ ہماری فاش غلطی ہوگی اگر ہم اپنے ذخائر کو غیر محفوظ حالت میں چھوڑ جائیں گے یہ پہلا موقع ہے کہ میں نے مزید افواج کا مطالبہ کیا ہے اور میں اب بھی ایسا نہ کرتا لیکن مشکل یہ آن پڑی ہے کہ ہم ایک آدمی کو بھی علیحدہ نہیں کرسکتے۔ ۹ جون کو ایک سخت معرکہ میں ہمارے ۲۰۰ سپاہی ضائع ہوئے جن میں مقتول، مجروح اور بیمار سب شامل ہیں۔ اور اس خط کے تحریر کرتے وقت بھی ہم باہر نکلنے (یعنی حملہ کرنے) کے لیے آمادہ ہیں۔ چاروں طرف سے حملہ کی دھمکی دی جارہی ہے۔

میں نے انتخاب کرنال کی سفارش اس لیے کی تھی کہ اس کا ہمارے کیمپ سے کافی آسانی کے ساتھ سلسلۂ نامہ و پیام قائم کیا جاسکتا ہے اور نیز یہ کہ وہ شہر سے اس قدر فاصلہ پر ہے کہ اچانک حملہ کسی صورت میں نہیں کیا جاسکتا۔ میرٹھ۔ سہارنپور۔ اور مظفرنگر تک وہاں سے نامہ و پیام کیا جاسکتا ہے اور چونکہ وہاں کے نواب صاحب ہم سے برسرِ صلح ہیں اس لیے مقامی شورش کا بہت ہی کم امکان موجود ہے۔ موجودہ موسم میں پائے مارکنڈ[1] کا

[1] کرنال اور انبالہ کا درمیانی دریا۔

کچھ بھروسہ نہیں اور اس لیے بارود اور ذخائر کو اس کے قرب و جوار میں نہ رکھنا چاہیے۔

سننے میں آیا ہے کہ بعض باغی شکاری توپ کی ٹوپیاں استعمال کر رہے ہیں (لہٰذا) تمام دوکانداروں اور تمام فرقوں کے دیگر اشخاص جو ان چیزوں کی تجارت کرتے ہیں ان تمام اشیا کے چھین لینے کی فوری کارروائی عمل میں آجانی چاہیے۔ تاکہ آتش گیر اور دور سے پھٹنے والی بارود کی قسم کی کوئی شے وہ اپنے پاس نہ رکھ سکیں۔ گورنمنٹ کو چاہیے کہ وہ مجموعی مقدار پر قبضہ کر لے اور ایک رسید دے دے۔

آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ چوتھے لانسرز کے ہتھیار رکھوا لیے جائینگے اور یہ کہ ۱۰ ویں ایل سی نہیں آرہی ہے جب تک آپ ہمارے عقبی حصۂ ملک کو خاموش رکھے رہیں گے اور ہمیں ذخائر و سامان دیتے رہیں گے ہماری حالت ٹھیک رہیگی یا کم سے کم ہم اس وقت تک مقابلہ کرتے رہینگے جب تک کہ وہ دن نہ آجائے کہ دوسرے اشخاص ہماری جگہ لینے کیلیے تیار ہو جائیں

آپ کا صادق۔ نیویل چیمبرلین ۵۲

مراسلہ نمبر ۶ جسے لفٹننٹ ہنری نارمن قائم مقام ایجوٹنٹ جنرل نے جارج کارنک پارسن کے نام ۱۹ رجولائی ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

کیمپ مقابل دہلی - ۱۹ رجولائی ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر مسٹر پارسن

چیمبرلین نے مجھے آپ کی ۱۷ ر تاریخ کی چٹھی دی تاکہ میں ایک دو باتوں کا جواب دوں کرنال کے ذخائر توپخانہ کا انتظام کپتان نیج ٹل کے سپرد کیا جانے والا تھا مگر وہ بیمار ہو جانے کے سبب انبالہ ہی میں رہ گئے ہیں۔ اس لیے میں نے توپخانہ کے کسی ڈپٹی اسسٹنٹ کمشنر کو یا فیروزپور سے ادائگی فرائض کیلیے کسی مستقل کمانڈر کو بذریعہ تار بلا بھیجا ہے۔ اگر کپتان نیج ٹل

۵۲ چیمبرلین کو جان لارنس نے اول اول پنجاب کے متحرک دستہ کا کمانڈر بنایا تھا لیکن کرنل چیسٹر کی وفات پر جو بادلی کی سرائے والے معرکہ میں مقتول ہو گئے تھے وہ ایجوٹنٹ جنرل بنا دیے گئے۔

صحت یاب ہوگئے تو بلاشبہ ابتدائی حکم (جسے مسٹر لی بیں کے ذریعہ پہنچایا گیا تھا) بدستور قائم رہیگا۔

جو افسر کہ پرائیوٹ چھٹی پر گئے ہوئے تھے ان سب کو واپس آجانیکا حکم ۲۴ مئی کو دیدیا گیا ہے اور اس حکم کو کچھ عرصہ کے بعد دوہرا بھی دیا گیا تھا۔ اور ہمارے محکمہ کے کپتان بیکر نے یہ اطلاع دی ہے کہ اس حکم کی تعمیل ہو چکی ہے مجھے کسی ایسے افسر کا حال معلوم نہیں ہو سکا جس نے تعمیل نہ کی ہو۔ اگرچہ بعض نے بیماری کے سرٹیفکٹ حاصل کر لیے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ اب کرنال میں کافی فوج موجود ہے۔

اس میں اعتراض کی کوئی بات نہیں اگر آپ بریگیڈیر ہارٹلی سے یہ درخواست کریں کہ وہ پانچویں بٹالین کے دو افسروں کو کرنال میں کام کرنے کی غرض سے بھیجدیں۔ بشرطیکہ انکی وہاں (واقعی) ضرورت ہو لیکن اگر کوئی افسر نہ مل سکے تو ایک (لفٹنٹ چیسٹر کے جونیر افسر) کو بآسانی نوشہرہ کی بٹالین مقیم سہارنپور کے ساتھ کام کرنے کیلیے بھیجا جا سکتا ہے۔ ہمنے دشمن کو کل سہ پہر کے وقت بلا کسی وقت کے سبزی منڈی کے باہر نکال دیا۔ ہمارے نقصانات ۳ مقتول اور ۹۶ زخمی تھے۔ افسروں کے کل کے مجموعی نقصانات یہ ہیں: لفٹنٹ کروزیر (۷۵ ویں) مقتول (اینسائن والٹر (۴۵ ویں دیسی پیدل فوج) جو دوسری فیوزلیرز کے ساتھ کام کرتے تھے۔ سرسام کی وجہ سے مر گئے۔ لفٹنٹ جونز (انجینیرز) کی ٹانگ کاٹ ڈالی گئی۔ لفٹنٹ بالٹون (۶۰ ویں پیدل فوج) سخت مجروح ہوئے۔ اور لفٹنٹ چیسٹر (توپخانہ) خفیف طور پر زخمی ہوئے۔

اب اور پٹھانوں کو مت بھیجئے۔ چیمبرلین کی خواہش ہے اور اس کے لیے وجوہ ہیں بلاشبہ آپ انہیں اس وقت بھیج سکتے ہیں جبکہ کوئی رسالہ آرہا ہو اور وہ بھی اس میں موجود ہوں۔ لیکن جتنے کم ہوں اتنا ہی بہتر ہوگا۔

آپکا زیادہ مخلص ۔ ایچ ۔ اسی ۔ نارمن

مراسلہ نمبر ۱۷ جسے لفٹنٹ ڈبلیو ایس۔ آر ہڈسن نے جے ڈگلس فارسیتھ۔ ڈپٹی کمشنر انبالہ کے نام ۲۹ جولائی ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

دہلی کیمپ - ۲۹ر جولائی ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر فارستھ

جو بوڑھی خاتون بہ نفسِ نفیس اس مراسلہ کے ہمراہ آرہی ہے وہ محاصرۂ دہلی کی مکمل و مجسم داستان ہے۔

وہ ہمارے خلاف شہر میں جہاد کا وعظ کہتی تھی اور اپنے مواعظ و نصائح سے تعجب خیز طریقہ پر مسلمانوں کے دلوں میں جوش پیدا کر دیا تھا۔ بالآخر اُن کی عدم کامیابی سے متنفر ہو کر وہ خود میدانِ جنگ میں اُتر آئی اور سبز لباس پہن گھوڑے پر سوار ہوا اور تلوار و بندوق سے مسلح ہو کر اس نے سواروں کے ایک دستہ کی کمان لی اور ۵۷ ویں پیدل فوج پر حملہ آور ہوئی۔ سپاہیوں کا بیان ہے کہ اس ایک کا مقابلہ کرنا ۵ سپاہیوں کے مقابلہ سے زیادہ مہلک تھا اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس نے اُن کے رفقا میں سے بہت سوں کو نشانۂ بندوق بنا دیا۔ آخر کار وہ زخمی ہو کر گرفتار ہو گئی۔ جنرل نے اوّل اوّل اُسے آزادانہ طور پر چلے جانے کی اجازت دینی چاہی تھی مگر میں نے اُن سے بمنت درخواست کی کہ وہ ایسا نہ کریں اس لیے کہ وہ پھر شہر میں فاتحانہ طریقہ سے داخل ہو گی اور ہمارے قبضہ سے نکل جانے پر تعصب کا طوفانِ بے تمیزی مچا دے گی (اور بلاشبہ یہ ظاہر کرے گی کہ وہ اپنی کرامت کی وجہ سے بچ گئی ہے) اور اس طرح سے جون آف آرک کا سا رتبہ حاصل کرے گی۔

---

۵۱ بریگیڈیئر جنرل چیمبرلین (ایجوٹنٹ جنرل) ۱۴ جولائی کو سخت مجروح ہو گئے تھے اور لفٹننٹ نارمن ان کی جگہ پر قائم مقام مقرر ہوئے تھے۔

۵۲ یہ خاتون "آرلینز کی کنواری عورت" کے نام سے بھی شہرت رکھتی ہے۔ یہ فرانس میں مینسی کے قریب پیدا ہوئی تھی۔ سنہ پیدائش صحیح طور پر معلوم نہیں۔ لیکن چونکہ وہ عین عالم شباب میں ۱۴۳۱ء میں جلا دی گئی تھی اس لیے بالضرور پندرھویں صدی کی ابتدا میں پیدا ہوئی ہو گی۔ مارچ ۱۴۲۹ء کا واقعہ ہے کہ ۵۲

(دیکھو صفحہ آئندہ)

مجھے اسکو آپ کے پاس بھیجنے کی اجازت مل گئی ہے۔ تاکہ وہ جیلخانے میں بحفاظت تمام رکھی جائے یا جہاں کہیں آپ مناسب خیال کریں تاوقتیکہ یہاں کا کام ختم نہو جائے۔

کیا آپ براہ مہربانی اس امر کی نگہداشت رکھیں گے کہ اس کا طرز عمل قابل اطمینان رہے یہ کہتے ہوئے تعجب معلوم ہوتا ہے کہ فی الحقیقت اس بڑھیا کمبخت نے معقول اثر پیدا کر لیا تھا +

نوٹ (اس سبز پوش عورت کا ذکر خطوط ہذا کے آخر میں ذرا تفصیل سے درج کیا گیا ہے)

حسن نظامی

آپ کا زیادہ مخلص

ڈبلیو - ایس - آر - ہڈسن

؎ (بقیہ نوٹ صفحہ ۲۰) شہر آرلینز کو انگریزی افواج نے محصور کر رکھا تھا - یہ فرانس کے بادشاہ چارلس ہفتم کے پاس گئی اور کہا کہ مجھے غیب سے یہ کام سپرد ہوا ہے کہ میں شہر کو بچا لوں اور آپ کی تخت نشینی کا انتظام کروں - پارلیمنٹ کے سوال وجواب پر اُسے وزیر جنگ بنا دیا گیا اور وہ پھر اپنے مشن کی تکمیل پر روانہ ہوئی اس نے ڈیونوائے اور رالینکوں جیسے بہادر سپاہیوں سے خراج تحسین وصول کیا اور اپنی ذاتی دلیری اور بسالت سے افواج میں غیر معمولی جوش پیدا کر دیا۔ اس نے بالآخر آرلینز کو بچا لیا (۸ رمئی) ۱۷ جولائی کو تخت نشینی کے مراسم ادا ہوئے۔ اس کے بعد اس نے پیرس کی جانب اپنی توجہ مبذول کی لیکن اس میں اسے ناکامی ہوئی اور وہ زخمی ہو گئی - سنہ ۱۴۳۰ء میں اس نے کمپین کے مشہور شہر سے نکلکر ایک شبخون مارا مگر گرفتار ہو کر انگریزوں کے ہاتھ فروخت کر دی گئی۔ اُسے روان میں مقید کیا گیا اور اس سے سخت تشدد کا سلوک روا رکھا گیا ۹ رجنوری سنہ ۱۴۳۱ء کو اس پر مقدمہ چلایا گیا - یہ عدالتی کارروائی محض برائے نام تھی اسلیے کہ جتنا وہاں انصاف کا خون ہوا ہے اتنا کہیں نہیں ہوا ہوگا - بوسے کے بشپ کی گواہی پر اس پر جادوگری کا الزام رکھا گیا اور اسی جرم کی پاداش میں اسے ۳۰ مئی سنہ ۱۴۳۱ء کو نذر آتش کر دیا گیا - اس وقت سے اسے تقدس کا درجہ دیدیا گیا ہے اور مغرب کے مصوروں نے اسکی تصاویر بنا کر اسے غیر فانی بنا دیا ہے + مترجم

مراسلہ نمبر ۸: جسے ہنری گریٹ ہیڈ مشیر سیاسی متعینہ افواج نزد دہلی نے جارج کارنک بارنس کو ۱۵ اگست ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

کیمپ مقابل دہلی - ۱۵ اگست ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر بارنس

مولوی رجب علی (صاحب) نے مجھ سے خواہش کی کہ میں آپ کو یہ اطلاع دوں کہ انہوں نے حکیم احسن اللہ (صاحب) کے نام ایک مراسلہ بھیجا تھا جو مجھے پڑھکر سنایا گیا تھا۔ اور میرا یہ خیال تھا کہ اس سے کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ بلکہ ممکن ہے کہ اس کی وجہ سے حکیم (صاحب) بادشاہ اور باغیوں کے منصوبوں کے اندرونی راز بتانے کے قابل ہوجائیں۔ مولوی (صاحب) کہتے ہیں کہ اس کے باعث حکیم (صاحب) کی سخت بے عزتی ہوئی (اسلیے کہ) وہ مراسلہ سپاہیوں کے ہاتھ میں پڑ گیا جنہوں نے ان کے مکان کی تلاشی لے ڈالی۔ لیکن اس کا مشکل ہی سے یقین کیا جاسکتا ہے (کہ حکیم احسن اللہ خاں کی تلاشی لی گئی یا ان کو کچھ نقصان پہنچا)

کیمپ کی حالت میں نمایاں ترقی ہوگئی ہے ہم ہر لحاظ سے آرام سے ہیں اور ابھی تک افواج کی صحت اچھی ہے جس کے لیے ہم (خدا کے) شکرگزار ہیں۔ دشمن کو تمام مقامات پر اور تمام جنگی چالوں میں کلیۃً ناکامی ہوئی ہے جب تک کہ قلعہ شکن توپیں مع پورے سازوسامان کے نہ پہنچ جائیں اس وقت تک کسی زبردست جنگی کارروائی کا فیصلہ کرنا بالکل بے سود ہے۔ اور اس وقت تک یہ معلوم ہوجائیگا کہ آیا جنرل ہاویلاک کا انتظار کرنا چاہیئے یا نہیں۔ اب تک تو ہر بات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اودھ کی باغی فوجوں کا بہت جلد صفایا ہوجائیگا۔ مجھے آگرہ سے یہ خبر ملی ہے کہ ۲½ ہزار نیپالی افواج جنرل ہاویلاک سے لکھنؤ کے مقام میں ملنے والی تھیں ڈرہنڈ کو بالآخر آگرہ کے ولیی افسروں کی نالائقیوں کی سزا بھگتنی پڑی انہوں نے ان پر اعتماد کیا اور وہی اسٹیشن کو تباہ و برباد کرنے میں پیش پیش تھے۔ باغی بیت

میں ۳۲۲۰۰۰ (روپیہ) مد محاصل میں موصول ہوا ہے۔ اور میرٹھ والوں نے اپنے خزانوں کو بھرپور کر لیا ہے۔ ہڈسن گائیڈز (رہنماؤں کے دستہ) کے ساتھ باہر گئے ہیں اور وہاں وہ ان باغیوں کے دستہ کی دیکھ بھال کرینگے جو رہتک چلا گیا ہے۔ ان (باغیوں) کا یہ ارادہ تھا کہ وہ ایسے چند دستوں کو باہر بھیجیں تاکہ وہ ملک کو شورش پر آمادہ کر سکیں لیکن کسی شخص نے کہا کہ یہ حکیم احسن اللہ (صاحب) کی ایک چال ہے تاکہ وہ دہلی کی فوج کو (اسکے کچھ حصہ کو باہر بھیجکر) کمزور کر دیں اور پھر شہر کو ہمارے قبضہ میں کرا دیں۔

مجھے یقین ہے کہ آپ نے جھیند کی افواج کے ذریعہ رہتک کے بعض حصّوں کو قبضہ میں لانے کی تجویز پر (ابھی تک) عمل درآمد نہیں کیا ہوگا۔ بلاشبہ آپ کے پاس ایسی کارروائی نہ کرنے کے کافی وجوہ ہیں۔ بریگیڈیئر والیٹائل کو آگرہ میں برطرف کر دیا گیا ہے۔ اور کرنیل کاٹن اب اُن کی جگہ براج رہے ہیں۔

آپ کا صادق　ایچ۔ ایچ۔ گریٹ ہیڈ

مراسلہ نمبر ۹ جسے ہنری گریٹ ہیڈ مشیر سیاسی متعینۂ افواج نزد دہلی نے جارج کارنک بارنس کے نام ۳۰ اگست ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

کیمپ۔ ۳۰ اگست ۱۸۵۷ء

مائی ڈیئر بارنس

لی ییس کی خواہش ہے کہ گوہانہ میں مالگزاری جمع کرنے کی غرض سے ایک تحصیلدار کا تقرر کر دیا جائے۔ میں انہیں فی الفور اس کارروائی کے کرنے کا مجاز نہیں بنا تا اس لیے کہ مہاراجہ صاحب جھیند کے انتظامات سے تصادم ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ لیکن اگر راجہ صاحب کچھ نہ کر رہے ہوں تو میری خواہش ہے کہ آپ لی ییس سے کہدیں کہ وہ بہترین طریقہ سے مالگزاری جمع کرنے کا انتظام کر دیں۔

مجھے یقین نہیں آتا کہ لکھنؤ کے لیے کسی قسم کا خطرہ موجود ہے۔ ہا و یلاک بٹھور

اور شیوراج پور میں باغیوں کو شکست فاش دیکر اپنے عقب اور بازوؤں کو صاف کر رہے ہیں۔ اور میں یہ خیال نہیں کر سکتا کہ باوجود خطرات کے اگر لکھنؤ کی قلعہ بند فوج کو بچانے کیلیے حملہ کی ذرا سی بھی ضرورت محسوس ہوتی تو وہ (ہاویلاک) اپنی موجودہ کارروائی کو جاری رکھتے آگرہ کی قلعہ کی فوج کے ایک دستہ نے علی گڈھ کے قریب اہم معرکہ سر کیا ہے۔ انہوں نے تین ہزار باغیوں کو مار بھگایا اور ان کے تین چار سو آدمیوں کو کھیت کر ڈالا۔ نابھہ کے سواروں میں سے کاکس کا نام خاص امتیاز کے ساتھ لیا گیا ہے۔ میجر ٹمنیڈ ہی امنسائن مارش اور تین پرائیویٹ افسر مقتول ہوئے۔ کپتان پیل کے ماتحت ایک برگیڈ بھیجا جا رہا ہے۔ مدراس انفنٹری (پیدل فوج) کا ایک برگیڈ کلکتہ پہنچ گیا ہے۔ مدراس کی افواج جبلپور اور بیجو رپر قابض ہو گئی ہیں۔

آپ کا صادق - ایچ۔ ایچ - گریٹ ہیڈ

مراسلہ نمبر ۱۔ جسے ہنری گریٹ ہیڈ مشیر سیاسی متعینہ افواج نزد دہلی نے جارج کارنک بارنس کے نام ۹ ستمبر ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

کیمپ ۹ ستمبر ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر بارنس

اگر آپ روزانہ برقی مراسلات کو پڑھتے ہیں تو (ان کے مقابلہ میں) میری خبریں باسی معلوم ہوں گی۔ قدسیہ باغ اور لڈلو کیسل ۷ تاریخ کی رات کو قبضہ میں آگئے تھے اور اسی وقت موری (دروازہ) ۲۵۰ گز کے فاصلے سے ۱ توپوں کی ایک بیٹری نصب کر دی گئی تھی صبح ہوتے ہوتے چار توپیں چلنی شروع ہو گئیں اور شام تک سب کی سب مصروف کار تھیں توپخانہ پر ابتدا میں سخت گولہ باری کی گئی۔ اور قدسیہ اور لڈ کی چوکیوں پر بھی

لہ ہز میجسٹی ملک معظم کے جہازات موسومہ پرل اور شینن (جو کپتان ولیم پیل کے ماتحت تھے) کے عملوں سے مراد ہے ﴿

حملہ کیا گیا مگر ہمارا نقصان بالکل خفیف رہا۔ لفٹنٹ ہائلڈ برینڈ (توپخانہ) اور لفٹنٹ بنرئیمن (بلوچی) مقتول اور لفٹنٹ بڈ (توپخانہ) زخمی ہوئے اور تقریباً ۳۰ سپاہی مقتول و مجروح ہوئے۔ گذشتہ شب سے لیکر صبح کے دس بجے تک صرف تین آدمی زخمی ہوئے موری (دروازہ) اور کشمیری (دروازہ) پر نشانہ بازی نہایت مؤثر رہی۔ گزشتہ رات کو ۲۲ چھوٹی توپیں نصب کی گئی تھیں اور ایک اور بھاری توپوں کی بیٹری بھی تیار ہے۔ اور جب یہ سب نصب ہو جائیں گی تو آتش باری سخت خوفناک ہوگی۔ میرے بھائی ولبی[1] مغربی حملہ کے انچارج (منتظم) ہیں مجھے ان کے پاس سے ابھی ایک دلچسپ اور ہمت افزا مراسلہ ملا ہے۔ وہ زبردست پیمانہ پر توپخانہ کے حملہ کو شروع کرنے کے لیے پرسوں کا دن منتخب کرتے ہیں جس رفتار سے برائنڈ اپنی دس توپوں سے کام لے رہے ہیں (اسے دیکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ) اس وقت تک موری (دروازہ) کا بہت ہی کم حصہ باقی رہجائیگا۔

آپ کا صادق

ایچ۔ ایچ۔ گریٹ ہیڈ

مراسلہ نمبر ۱۱۔ جسے ہنری گریٹ ہیڈ مشیر سیاسی متعینہ افواج نزد دہلی نے جارج کارنک بارنس کے نام ۱۳ ستمبر ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

کیمپ۔ ۱۳ ستمبر ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر بارنس

فی الحال موری دروازہ کا برج بھاری توپوں کے نصب کرنے کے قابل نہیں ہے تاہم ہلکی توپیں وہاں سے کبھی کبھی دھوکہ دینے کی غرض سے چھوڑ دی جاتی ہیں۔ کشمیری دروازہ کا برج مؤثر طریقے سے خاموش کر دیا گیا ہے اور اب وہ کھنڈرات کا ایک ڈھیر ہے

---

[1] لفٹنٹ ولبر فورس گریٹ ہیڈ، رائل انجینیرز۔

اور توپوں کے جو گولے وہاں پھینکے جا رہے ہیں ان کی موجودگی میں اس مقام پر کسی کو ٹکنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ برج کے دائیں حصہ والی فصیل میں بہت بڑا سوراخ کر دیا گیا۔ اور ہمارے گولے اس شگاف کو بتدریج وسیع کر رہے ہیں۔ بائیں جانب کی شگاف ڈالنے والی بیٹری نے جو کسٹم ہاؤس کے کمپاؤنڈ (احاطہ) میں دیوار سے ۱۸۰ گز کے فاصلہ پر نصب کی گئی تھی، صرف کل سے گولہ باری شروع کی ہے۔ اس توپخانہ کی تعمیر میں بے انتہا مصائب کا سامنا ہوا اور (جنگی) کارروائیوں میں تعویق بھی ہو گئی۔ پہلے پہل اُسے قدسیہ باغ میں نصب کرنے کا ارادہ تھا۔ جہاں وہ زیادہ حفاظت میں اور سرعت کے ساتھ تیار ہو سکتا تھا۔ مگر اس کے اور فصیل کے درمیان نئی دشواریاں حائل نظر آئیں جو کسی نقشہ میں درج نہ تھیں اور (اسلیے) سامنے کی جانب بہت سی نئی زمین کو بھی ایسے فاصلہ سے درست کرنا پڑا۔ جہاں مزدوروں پر بہت شد و مد سے آتشباری ہوتی رہی۔ بیٹری (توپخانہ) کل سہ پہر تک تیار نہ ہو سکی اور اب وہ پانی کے برج اور درمیانی دیوار کے خلاف استعمال کی جا رہی ہے۔ لیکن یہ کام سخت محنت اور جانفشانی کا ہے۔ ہر شخص کو کپتان فیگن کی موت کا افسوس ہے جن کے بیٹری چلنے کے تھوڑی ہی دیر بعد سر میں گولی لگی۔ وہ حد سے زیادہ شجاع اور دلیر تھے۔ اور خطرہ میں خود کو ڈالنے سے روکے نہیں جا سکتے تھے۔ گولی لگتے وقت اُن کا نصف جسم خندق کے باہر تھا اور وہ یہ دیکھ رہے تھے کہ نشانہ بازی کہاں سے کی جائے۔ جن خطرات اور دشواریوں پر قابو حاصل کیا گیا ہے وہ سخت خوفناک ہیں۔ توپخانہ کے افسروں کو آرام کرنے کا ذرا سا بھی موقع نہیں ملا اور جب سے توپخانے مصروفِ جنگ ہوئے ہیں وہ شب و روز کام میں لگے ہوئے ہیں شہر کی براہِ راست آتشباری میں معتدبہ کمی آ گئی ہے۔ لیکن دشمن غیر متوقع مواقع پر جدید توپیں چڑھانے میں بڑا ماہر اور ہوشیار معلوم ہوتا ہے (اور) وہ اس میدان سے جو ہماری دائیں جانب واقع ہے خوفناک قسم کی تباہ کرنے والی آتشباری کر رہا ہے

اور ہماری بائیں جانب دریا کی طرف سے دو توپوں کے ذریعہ بھی اس کی گولہ باری ہنوز جاری ہے۔ سلیم گڈھ بھی ہماری تمام مغربی بیٹریوں پر گولے اور بم پھینک سکتا ہے ان تمام دقتوں کے باوجود ہماری کارروائیاں ترقی کر رہی ہیں اور مجھے یقین ہے کہ حملہ کل یا پرسوں شروع ہو جائیگا۔ کمانڈنگ افسروں کو کل ہدایات مل گئیں۔ تمام مقامات پر حفاظتی تدابیر کا پورا پورا انتظام کر لیا گیا ہے۔ صرف باہر نکلکر ان کے اچانک حملوں کی روک تھام کے لیے کچھ نہیں کیا گیا۔ اور وہ ان حملوں کا کچھ بھی انتظام نہیں کر سکتے۔ محصور فوج میں سے سپاہیوں کے فرار ہو جانے کے متعلق مجھے کوئی باوثوق اطلاع نہیں ملی ہے۔ محاصرہ بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ لیکن کوئی قوت ہماری افواج کی جانبازانہ بہادری میں مزاحم نہیں ہو سکتی اور تمام امور کا لحاظ کرتے ہوئے ہمارے نقصانات بھاری نہیں خیال کیے جا سکتے۔ بعض افسروں کے نام اوپر بیان کر دیے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ حسب ذیل نقصانات ہوئے ہیں:۔

زخمی

میجر کیمبل	...	...	...	توپخانہ
لفٹننٹ ارل	...	...	...	〃
〃 گلیسپی	...	...	...	〃
〃 چانسلر	...	...	...	۷۵ ویں
〃 رینڈل	...	...	...	۵۹ ویں دیسی پیدل فوج
〃 لاگ ہارٹ	...	...	...	لا
〃 ایٹن	...	...	...	۶۰ ویں رائفلز

مجھے اور کسی کا نام یاد نہیں آتا۔ ولیم اینڈ ورڈز فتح گڑھ کے قریب کسی گاؤں میں پروین اور ان کے بال بچوں سمیت بحفاظت تمام زندہ ہیں۔ مجھے غریب بیچارے تھارن ہل کا

افسوس ہے وہ اچھا آدمی تھا۔
شمال مغربی حصہ میں ہمارے پاس افسر کم رہ گئے ہیں۔ مسٹر کالون[1] پیچش میں مبتلا ہیں۔ انہوں نے موقع ملتے ہی چلے جانے کا ارادہ مصمم کر لیا ہے اور میں اپنے نظام کو کلی طور پر از سر نو مرتب کرنے کے لیے تیار رہوں لیکن میں نہیں کہہ سکتا کہ آیا آئی پی گرانٹ اگزیکٹو (عمال) کے ہاتھ مضبوط کرینگے یا نہیں۔ میرے آدمیوں نے بسا اوقات مسٹر پارنس کا ذکر کیا ہے، اور وہ ان کی خیریت مزاج معلوم کرنے کے ہر وقت شائق رہتے ہیں۔

مجھے یقین کیجیے آپ کا صادق
ایچ۔ ایچ۔ گریٹ ہیڈ

مراسلہ نمبر ۱۲ - جسے ہنری گریٹ ہیڈ مشیر سیاسی متعینۂ افواج نزد دہلی نے جارج کارنک پارنس کے نام ۱۶ ستمبر ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

دہلی۔ ۱۶ ستمبر
مائی ڈیر پارنس
میں نے لڈلو کیسل کی بلندی سے حملہ کا مشاہدہ کیا۔ میں نہیں خیال کر سکتا کہ کوئی شخص زیادہ عرصہ تک ان چند لمحات کی پریشانی کو برداشت کر سکتا ہے۔ جو دستہ کے سر ولے کے غائب ہونے اور اس کے شگاف تک پہنچنے کے لیے گزرنے ضروری ہیں۔ جو آتشباری فصیلوں سے پانی کے برج والے سوراخ کے خلاف کی جا رہی تھی وہ ایسی شدید تھی کہ صرف دو سیڑھیاں کھائی (خندق) تک پہنچنے میں کامیاب ہو سکیں میرے بھائی ولبی توپخانہ سے اس شگاف تک جاتے جاتے زخمی ہو گئے۔ گولی ان کے دائیں ہنسلی سے گزر کر سینہ کے پار اتر گئی۔ دوسرے بھائی[2] حملہ کے تمام خطرات برداشت

[1] مسٹر کالون ۹ ستمبر کو انتقال کر چکے تھے۔ [2] (صفحۂ آئندہ پر دیکھو)

کرنے کے بعد بچ گئے اور خدا کا شکر کہ وہ اب بالکل تندرست و توانا ہیں کشمیری دروازہ کی فصیل کے سوراخ تک سیڑھی لگا کر پہنچنے اور دروازہ کو بارود کے ذریعہ اُڑا دینے اور اندر داخل ہو جانے کی کارروائی بہت کامیاب طریقہ سے عمل میں آئی۔ یہ سب کچھ دن کے ہوا۔ نکلسن کا دستہ فصیلوں کے گرداگرد تاخت کرتا ہوا لاہوری دروازہ کے برج تک پہنچ گیا۔ وہ زخمی ہو گئے۔ سامانِ جنگ میں کمی ہو گئی اور انہوں (باغیوں) نے پلٹ کر پھر کابلی دروازہ پر حملہ کر دیا۔ کرنیل کیمبل کا دستہ جو جانباز اور بہادر منٹکاف کی زیرِ کمان تھا۔ نہایت شاندار طریقہ سے جامع مسجد پہنچ گیا۔ ان کا انجنیر افسر گولی کھا کر مارا گیا۔ اور ریت کے بھیلے پیچھے رہ گئے۔

اور آدمی ٹینڈی اور براؤن (انجنیرز) کے ماتحت بھیجے گئے۔ اوّل الذکر مقتول اور مؤخر الذکر زخمی ہو گئے۔ لاہوری دروازہ والے حصہ سے کوئی امداد نہیں آئی اور اس لیے کیمبل کو پسپا ہونا پڑا۔ پہلے بیگم کے باغ کی جانب جسے وہ ایک گھنٹہ تک اپنے قبضہ میں رکھ سکے اور ازاں بعد گرجا کے احاطہ میں۔ یہ ایک نازک موقع تھا۔ ہمارے سپاہی تھک کر چور ہو گئے تھے۔ بہت سے افسر ناکارہ ہو گئے تھے اور گھبراہٹ بہت زیادہ پھیل گئی تھی اور یہ معلوم ہو گیا تھا کہ ریڈ کا دستہ کشن گنج پر قبضہ کرنے میں بالکل ناکام رہا۔ توپیں لائی گئیں اور بڑے بڑے بازاروں کی جانب موڑ دی گئیں اور اس طرح پانڈے کا آخری موقع بھی ہاتھ سے نکل گیا۔

افسوس ہے کہ جموں کی فوجیں جب سے اپنے پہاڑی مقامات سے نکلی ہیں، نہ صرف بالکل ناکام رہیں بلکہ کشن گنج میں پانڈیوں کے مقابلہ میں ان کے

ﮯ (بقیہ صفحہ ۲۸) ﮯ لفٹننٹ ولبر فورس گریٹ ہیڈ (رائل انجنیرز) جو دوسرے دستہ سے متعلق تھے۔

ﮧ لفٹننٹ کرنل ایڈورڈ گریٹ ہیڈ جو آٹھویں بلٹن اور دوسرے دستہ کے ایک حصہ کے کمانڈر تھے بعد میں وہ تعاقب کرنے والے دستہ کے کمانڈر مقرر ہوئے۔ مترجم۔

ہاتھ سے ہم توپیں بھی جاتی رہیں۔ اور اس کی وجہ سے انہوں نے ریڈ کے بازوؤں کو خطرے میں ڈال دیا۔ اگر یہ خبر صحیح ہے تو دیوان صاحب ہی نے فرار ہونے میں سبقت کی تھی۔ جینڈ کی پیدل فوج کی کارگزاری بہت اچھی رہی۔ آج ہماری پوزیشن (حالت) میں بہت کچھ ترقی ہوئی ہے۔ میگزین پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔ اور اب ہمارا تصرف کابلی دروازہ سے لیکر نہر کے برابر اس فوج کی چوکیوں تک وسیع ہوگیا ہے۔ جو میگزین پر قابض ہے شہر کے اس سارے حصہ کو باشندوں نے خالی کر دیا ہے اور (اسلیے) وہاں سے جو روپیہ پیسہ مل سکیگا اپنے قبضہ میں لے لیا جائیگا۔ پانڈیوں کی ایک معقول تعداد مقتول ہوئی اور میرا خیال ہے کہ بہت ہی کم لوگ بچنے پائے ہیں۔ لیکن کسی عورت کو دیدہ و دانستہ ایذا نہیں پہنچائی گئی۔

کیمپ کی حفاظت کشن گنج کی ناکامی سے ایک حد تک خطرہ میں پڑ گئی تھی۔ اس پر حملہ کا اندیشہ تھا مگر ہوا نہیں۔ سلیم گڈھ اور شاہی محل پر گولے برسائے جارہے ہیں میرا خیال ہے کہ کامل کامیابی یقینی ہے۔ ہماری فوج میں مقتول و مجروح دونوں کا شمار ۸۰۰ سے کم نہوگا۔ نکلسن کی جان کا سخت اندیشہ ہے۔ ان کے نقصان کی تلافی ناممکن ہے۔ کرنیل کیمبل (۵۲ ویں) بھی ناقابل ہوگئے ہیں۔ پورے کرنل جو رہ گئے ہیں اُن کے یہ نام ہیں:۔ لانگ فیلڈ (۸ویں) جونز (۶۱ ویں) ڈینس (۵۲ ویں) جنرل ولسن کی بہت کچھ ہمت افزائی کی گئی ہے۔

مسٹر کالون ۹ ویں کو انتقال کر گئے۔

مسٹر ریڈ نے سینئر سولین ہونے کی حیثیت سے اس امر کے متعلق ایک غیر معمولی سرکاری گزٹ شائع کیا ہے کہ انہوں نے شمال مغربی صوبجات کی زمام حکومت لینے

---

۵۳ بریگیڈیر جنرل جان نکلسن ۲۳ ستمبر کو انتقال کر گئے۔ ۱۲

۵۴ شمال مغربی صوبجات کے صاحب لفٹننٹ گورنر کا نام ہے ۱۲

ہاتھ میں لے لی ہے۔ برتریا کے پاس اس کے علاقہ کی وسعت کے مساوی سلطنت موجود ہے۔

آپ کا۔ ایچ۔ ایچ۔ گریٹ ہیڈ [1]

مراسلہ نمبر ۱۳۱۔ جسے سر جان لارنس چیف کمشنر پنجاب نے جارج کارنک بارنس کے نام ۱۱ اکتوبر ۱۸۵۷ء کو ارسال کیا۔

لاہور۔ ۱۱ اکتوبر ۱۸۵۷ء

مائی ڈیر بارنس

آپ نے جو پچاس روپئے ڈاک بنگلہ میں اس غریب لڑکی کو دیئے تھے میں انہیں آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں مجھے اس کا نام یاد نہیں رہا۔ مجھے امید ہے کہ وہ اپنی منزل مقصود تک بحفاظت تمام پہنچ گئی ہوگی۔ میں نے سانڈرس کو لکھ بھیجا ہے کہ (مولوی) رجب علی (صاحب) کو بھیج دیں جو غریب اپنی خدمات کے باوجود عجیب نرغہ میں پھنس گئے ہیں۔

مجھے ملول کو پنجاب میں واپس بلا لینے سے خوشی ہوگی اور وہاں میں انکے فوائد کا خاص خیال رکھوں گا۔

طوفان ختم ہوگیا اور ہمیں سانس لینے کی فرصت ملی اور جب میں گزشتہ واقعات پر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے اس بات پر تعجب ہوتا ہے کہ ہم لوگ کس طرح سے ابتک جوں کے توں زندہ موجود ہیں۔ صرف خدا تعالیٰ کے رحم کی وجہ سے ہم زندہ بچے ہیں۔ یقیناً یہ بات ہماری توقعات سے زیادہ نکلی کہ تمام پنجابی پلٹنیں وفادار ہیں۔ ہزارہ کے بارہ میں مجھے ابھی اطمینان نہیں ہوا۔ مری میں بھی اہم معاملہ رونما ہونے والا تھا اور جیسی کہ میں نے توقع کی تھی معاملات ابھی تک پورے طور پر طے نہیں ہوئے۔ میں پنڈی میں ایک اور فوج بھیج رہا ہوں اور اس فوج کو

[1] ہرٹلے گریٹ ہیڈ (مصنف مراسلہ ہذا) ہیضہ میں مبتلا ہونیکے تین دن بعد ۱۹ ستمبر کو اسی مرض میں انتقال کر گئے۔

ہٹا دینا چاہتا ہوں جو لدھیانہ میں ابھی بھرتی کی گئی ہے۔ گو لنیز میں بدانتظامی پھیلی ہوئی ہے۔ اور جنگل بہت گھنا ہے اور باغیوں کو بڑی آسانی سے وہاں جائے پناہ مل سکتی ہے۔ جان ہیں جنہوں نے فوج کی کمان کی تھی سخت بزدلے نکلے۔ اس لیے کہ جب بدمعاش ان کے قبضہ میں تھے وہ اُن کا کچھ بھی نہ کر سکے۔ اب انہیں بخار چڑھ آیا۔ لہٰذا انہیں بالضرور واپس آجانا چاہیے کہ پھر کہیں میں امید کر سکتا ہوں کہ سارے معاملات ٹھیک ٹھیک طے ہو سکیں گے۔

سکھوں کی ان دو پلٹنوں کا کیا حشر ہوا جنہیں رکٹس[1] نے بھرتی کیا تھا؟ مجھے امید ہے کہ انہیں چھوڑ نہ دیا گیا ہوگا۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں میں لوگوں کی ضرورت سے زیادہ تعریف کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ اب مجھے اپنی غلطی معلوم ہوگئی ہے۔ لیکن جو کچھ بھی میں کہتا ہوں اس سے میری مراد بھی وہی ہوا کرتی ہے اور میری رائے میں تو آپ نے بہت اچھا کیا کہ ڈویژن کو دائیں جانب رکھا اور فوج کو امداد دی۔ آپ کی چوکی سخت خطرہ میں تھی۔

پٹیالہ، نابھہ اور جیند[2] کے لیے جو انعامات ہمیں تجویز کرنے چاہئیں۔ اُن پر ذرا اپنے ذہن میں غور و خوض کر لیجیے۔ انہیں بالضرور انعام و اکرام دینا چاہیے۔ اگر وہ وفاداری نہ کرتے تو ہم کہاں کے رہتے ✣

آپ کا صادق

جان لارنس

---

[1] جی۔ ایچ۔ ایم۔ رکٹس ڈپٹی کمشنر لدھیانہ۔

[2] نواب صاحب جھجر۔ اور رئیس دادری (جن پر بغاوت کرنے کا الزام تھا) کی ضبط شدہ جاگیریں ان تینوں میں تقسیم کر دی گئی تھیں ✣

ہر مسلمان کو تیاری کا حکم

اسلام کی اشاعت ہر مسلمان پر لازم ہے

اور اسلام آجکل کے زمانہ میں ہر مسلمان کو حکم دیتا ہے کہ کمر باندھکر تیار ہو جائے اور تبلیغ اسلام کی کوشش کرے۔

یہ کوشش کیونکر ہو؟ اسکا طریقہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنی کتاب

فاطمی دعوتِ اسلام

میں بڑی تفصیل سے بتادیا ہے جسکو پڑھکر بے علم اور معمولی سمجھ کا مسلمان بھی اشاعت اسلام کا حق ادا کرسکتا ہے۔ فاطمی دعوتِ اسلام میں شیعہ سُنی کے تمام بزرگوں کے وہ طریقے بیان کردیے گئے ہیں جن کے ذریعہ سے وہ اسلام کی اشاعت کیا کرتے تھے۔

فاطمی دعوت اسلام تمام دنیا کی زبانوں میں سب سے نرالی اور سب سے نئی قسم کی کتاب ہے۔

فاطمی دعوت اسلام ہر درویش مسلمان ہر عالم مسلمان ہر ملازمت پیشہ مسلمان اور ہر طالب علم کے پاس ہونی چاہیے تاکہ اسکی مدد سے اشاعتِ اسلام میں کوشش کرسکے۔ فاطمی دعوت اسلام ۲۵۰ صفحوں کی کتاب ہے جو نہایت نفیس کاغذ پر چھپی ہے اور اعلیٰ سے اعلیٰ لائبریری میں رکھنے کے قابل ہے۔ فاطمی دعوتِ اسلام میں مسلمان فرقوں کے تمام پوشیدہ اور نامعلوم طریقے اشاعت اسلام کے جمع کردیے گئے ہیں

قیمت فی جلد تین روپیے۔ مجلد تین روپیے آٹھ آنے۔ علاوہ محصول ڈاک وغیرہ

کارکن حلقہ مشائخ دہلی سے طلب کیجیے